Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
(Bi-Annual) Trilingual: Urdu, Arabic and English
ISSN: 2707-1200 (Print) 2707-1219 (Electronic)
Home Page: http://www.arjish.com
Approved by HEC in "Y" Category
Indexed with: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.
Published by the Al-Khadim Foundation which is a registered organization under the Societies Registration ACT.XXI of 1860 of Pakistan
Website: www.arjish.com
Copyright Al Khadim Foundation All Rights Reserved © 2020
This work is licensed under a
Creative Commons Attribution 4.0 International License

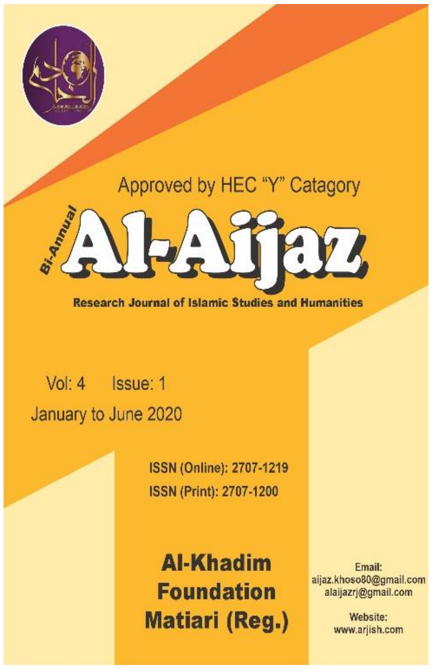

TOPIC:

The Role of a Mother and a Wife in Reformation of Society

AUTHORS:
1. Uzma Muhammad Younus, Ph.D. Research scholar, University of Karachi.
Email: uzmayounus99@gmail.com ORCID ID: https://orcid.org/0000-0003-3448-225
2. Inayatullah Bhatti, Assistant Professor, Department of Pakistan Studies, Shah Abdul Latif University Khairpur, Sindh, Pakistan.
Email: inayat.bhatti@salu.edu.pk ORCID ID: https://orcid.org/0000-0003-0503-2426
3. Sohaib Ahmed, Ph.D. Research scholar, University of Sindh, Jamshoro.
Email: sohaib_ahmed09@yahoo.com ORCID ID: https://orcid.org/0000-0001-7414-8049

How to cite:
Younus , U. M., Bhatti , I., & Ahmed, S. (2020). U-21 The Role of a Mother and a Wife in Reformation of Society. Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities , 4(1), 301-314. https://doi.org/10.53575/u21.v4.01.301-314
URL: http://www.arjish.com/index.php/arjish/article/view/138

QR Code

Vol: 4, No. 1 | January to June 2020 | Page: 301-314
Published online: 2020-06-30

اصلاح معاشرہ میں بیوی اور والدہ کا کردار

The Role of a Mother and a Wife in Reformation of Society

Uzma Muhammad Younus *
Inayatullah Bhatti **
Sohaib Ahmed***

Abstract

Islam gives respect and dignity to the woman. Woman a gateway to heaven as a mother, a soul soother as a wife. A mother is someone who leads a child towards construction or destruction of a society. From the time spent in womb to the early childhood, a child sees, observes and learns- comes directly from mother. So, it is entirely up to the mother how to bring up her child. A good brought up doesn't only favor the child and his family but plays its role in the formation of a society based on humanity, kindness and love. If brought up includes valuable Islamic teachings, child will surely be an integral part of Islamic society in future and will serve the mankind in the best possible ways.

On one hand Islam highlights the importance of mothers and motherhood while on other it makes a woman, the sign of peace and serenity in man's life. A woman can play a vital role in spreading Islam and setting Islamic culture. If a woman succeed in setting her husband's mindset as per Islamic teachings then there is obstacle which can stop the mission of spreading Islam. To grab the challenge of betterment of society with Islamic teachings and to set the minds of young generation as per sharia, a woman must acquire enough knowledge about Islam through which she can change the mindset of her loved ones and can be the source of serenity and pleasure for this world and source of protection from the hell fire in the hereafter.

Keywords: Preaching of true message, nurture, good upbringing, support true religion, ethical training, and service to Islam, service to humanity, stop evil and falsehood, peace and serenity, responsibility and accountability

ابتدائیہ

دعوت حق ایک اہم دینی فریضہ ہے۔ یہ امت مسلمہ کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ تبلیغِ دین کا مشن ہر زمانے میں جاری رہا ہے اور موجودہ حالات میں بھی اس کی اتنی ہی ضرورت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اور اپنے امتی کے مشن کو بیان کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

ترجمہ: "(اے نبی) آپ کہہ دیجیے یہ میرا راستہ ہے، میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں بصیرت کے ساتھ میں اور میرے ساتھی بھی۔ اللہ پاک ہے اور شرک کرنے والوں سے میرا کوئی واسطہ نہیں۔"[1]

یہی امت کا اصل مشن ہے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ امت مسلمہ میں ہر دور میں کم از کم ایک ایسی جماعت کا وجود ضروری ہے جو عام لوگوں کو

* Ph.D. Research scholar, University of Karachi.
Email: uzmayounus99@gmail.com ORCID ID: https://orcid.org/0000-0003-3448-225
**Assistant Professor, Department of Pakistan Studies, Shah Abdul Latif University Khairpur, Sindh, Pakistan. Email: inayat.bhatti@salu.edu.pk ORCID ID: https://orcid.org/0000-0003-0503-2426
*** Ph.D. Research scholar, University of Sindh, Jamshoro.
Email: sohaib_ahmed09@yahoo.com ORCID ID: https://orcid.org/0000-0001-7414-8049

اللہ کی طرف دعوت دے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ:"تم میں کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہونے چاہیے جو نیکی کی طرف بلائیں، بھلائی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکتے رہیں۔ جو لوگ یہ فریضہ انجام دیں گے وہی کامیابی پائیں گے۔[2]

نبی ﷺ کے واسطے سے یہ پیغام پوری امت کو دیا جارہا ہے۔ فرداً فرداً سارے ہی مسلمان ان احکام قرآن کے مخاطب ہیں اور ان کا فرض بنتا ہے کہ اللہ کی طرف بلانے کے لیے اٹھ کھڑے ہوں اور اس دعوت کو لے کر پوری دنیا پر چھا جائیں کیونکہ دنیا کی سب سے بڑی سچائی اسلام ہے اور یہی نجات کا واحد راستہ ہے۔اس کی طرف لوگوں کو بلانا، سب سے بڑی نیکی ہے۔ جن مقاصد کے پیشِ نظر انبیاء ورسل بھیجے جاتے تھے اور تبلیغ دین، احقاق حق وابطال باطل، شہادت حق، اقامت دین، امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی جو ذمہ داریاں ان پر ڈالی جاتی تھیں، اب وہ جملہ ذمہ داریاں امت مسلمہ کو انجام دینی ہیں۔یعنی انسانوں کی ہدایت ورہنمائی اور تبلیغ دین کے فریضے کی انجام دہی کی ذمہ داری آخری نبی حضرت محمد ﷺ کی امت ہونے کی وجہ سے تمام مسلمانوں پر عائد ہوتی ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے:

ترجمہ:"(مومنو) جتنی امتیں (یعنی قومیں) لوگوں میں پیدا ہوئیں تم ان سب سے بہتر ہو کہ نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور برے کاموں سے منع کرتے ہو اور خدا پر ایمان رکھتے ہو۔"[3]

منقولہ بالا ارشاد کی رو سے دعوت حق یعنی امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو اللہ رب العالمین نے کل امت اسلامیہ پر فرض کیا ہے جس میں عورت و مرد کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ یہ عام مشاہدہ ہے کہ خواتین خود کو اس فرض سے بری الذمہ سمجھتی ہیں جبکہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے میدان میں خواتین کی سعی اور کوشش کی حیثیت واہمیت بہت زیادہ ہے۔ عورت ہی وہ ذات ہے جس کے وجود سے کم وبیش ایک لاکھ 24 ہزار انبیائے کرام علیہم السلام نے جنم لیا اور انسانیت کے لئے رشد وہدایت کا پیغام لے کر آئے۔ عورت ایک ایسی ہستی ہے جو ازواج مطہرات، صحابیات اور تابعات کے نقشِ قدم کی پیروی کرتے ہوئے دعوت حق کے ذریعے اصلاح معاشرہ کا کام احسن طریقے سے ادا کرلے تو معاشرے کی کایا پلٹ سکتی ہے۔ دعوت حق کے سلسلے میں عصر حاضر کی عورت کا مطلوبہ کردار سمجھنے کے لئے ذیل میں ہم قرونِ اعلیٰ کے خواتین کے دعوتی کردار کا مطالعہ کرتے ہیں کہ کس طرح انہوں نے مصائب وآلام برداشت کرکے اسلامی جھنڈے کو سربلند کیا اور اپنے اخلاق وعادات کو اسلام کے سانچے میں ڈھالا۔

یہ اسلام کا امتیاز ہے کہ اسلام نے شرع کے دائرے میں رہتے ہوئے عورتوں کو خدمت دین وملت کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔تاریخ شاہد ہے کہ خدمت دین کا یہ نکتہ سلف خواتین کی نظروں سے کبھی اوجھل نہ رہا۔جذبہ دعوت سے وہ ایسا سرشار تھیں کہ انھوں نے اسلام کی تبلیغ کا کوئی موقع فروگزاشت نہ کیا۔ دعوت حق میں قرونِ اولیٰ کی خواتین نے بحیثیت زوجہ جو قربانیاں دیں اور اصلاح وتطہیر معاشرہ کے لئے دور حاضر کی خواتین کے لئے جو عملی جہتیں وضع کیں ہم ان کا جائزہ ذیل میں لیتے ہیں۔

دعوت حق کے سلسلے میں ازواجِ مطہرات کی علمی، عملی، جسمانی اور مالی خدمات اظہر من الشمس ہیں جس میں کسی قسم کے شک وتردد کی

گنجائش نہیں۔ آپ ﷺ کی سب سے پہلی رفیقِ حیات اور خاتون اول حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نکاح کے بعد نہ صرف آپ ﷺ کی سب سے پہلی خدمت گزار اور وفا شعار بیوی ثابت ہوئیں بلکہ انہوں نے اسلام کی تبلیغ کے لئے اپنا تمام تر سرمایہ آپ ﷺ کے حوالے کر دیا۔[4] قرآن مجید میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: "اور آپ کو مفلس (تنگ دست) پایا تو پھر غنی (بے پرواہ) کر دیا۔"[5]

حضور اکرم ﷺ کو جو دعوت حق کے ابتدائی چند سالوں تک کفار مکہ اذیت دینے سے ہچکچاتے تھے اس میں بڑی حد تک حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا اثر کام کر رہا تھا۔ جب کبھی آپ ﷺ کفار مکہ کی بے ہودہ باتوں اور تکذیب سے افسردہ خاطر ہو کر اس بات کا صدمہ لے کر گھر آتے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو تسلی دیتیں۔ استیعاب میں ہے۔

"فكان لا يسمع من المشركين شيئًا يكره من رد عليه و تكذيب له الافرج الله عنه بما تشبتة وتصدقه وتخفف عنه و تهون عليه ما يلقى من قومه"

"یعنی آپ ﷺ کو مشرکین کی تردید یا تکذیب سے جو کچھ صدمہ پہنچتا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آکر دور ہو جاتا کیونکہ وہ آپ کی باتوں کی تصدیق کرتی تھیں اور مشرکین کے معاملے کو آپ کے سامنے ہلکا کر کے پیش کرتی تھیں۔"[6]

نبوت کے ساتویں سال جب قریش نے اسلام کو تباہ کرنے کا فیصلہ کیا تو یہ تدبیر سوچی کہ آپ ﷺ کو بمع آپ کے خاندان کے ایک گھاٹی میں محصور کر دیا جائے۔ چنانچہ حضرت ابو طالب مجبور ہو کر تمام خاندان ہاشم کے ساتھ شعب ابی طالب میں پناہ گزین ہوئے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی ساتھ آئیں۔ دعوت دین اور غلبہ ءاسلام کے لئے فاقے کئے اور مصائب کاٹے مگر انہوں نے کبھی حرف شکایت زبان سے نہ نکالا۔ تین سال تک بنو ہاشم اسی حصار میں رہے۔ اس سختی کے زمانے میں لوگوں کو طلح کے پتے اور سوکھا چمڑا کھانا پڑا۔ تاہم اس زمانے میں بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اثر سے کبھی کبھی کھانا پہنچ جاتا تھا۔[7]

آپ ﷺ کو تبلیغ دین کے سلسلے میں جتنی بھی مشکلات پیش آئیں ان میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غمگسار تھیں بلکہ ہر موقع پر آپ کی نصرت اور مدد بھی فرماتی تھیں۔

دعوت حق کے سلسلے میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جس طرح معاشرتی میدان میں فعال رہیں اور آپ ﷺ کے ساتھ ہر لحاظ سے تعاون فرمایا اسی طرح ازواج مطہرات میں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے علمی میدان میں دین کی جو خدمت کی ہے اس کی نظیر نہیں ملتی۔ نبی اکرم کے وصال کے بعد آپ 48 برس زندہ رہیں، اس طویل عرصے یعنی تقریباً 57 سال تک آپ شب و روز دین کی خدمت کرتی رہیں۔ علمِ دین کو پھیلاتی رہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نہ صرف حافظ قرآن تھیں بلکہ تفسیر میں بھی ان کو خاص کمال حاصل تھا۔ نیز صحابیات میں آپ کی مرویات سب سے زیادہ ہیں۔ آپ کا حافظہ نہایت قوی تھا، جو سنتی تھیں وہ صرف وقتی طور پر یاد ہی نہیں ہو جاتا تھا بلکہ دل و دماغ میں نقش ہو کر رہ جاتا تھا۔ حدیث شریف سے آپ کو گہرا تعلق تھا، کسی حدیث کے سلسلے میں اگر اصحابِ رسول کو کوئی شبہ ہوتا تھا، تو آپ ہی کی

طرف رجوع کیا جاتا تھا۔آپ بڑی آسانی کے ساتھ مدلل طور پر شک وشبہ کو رفع کر دیتی تھیں۔آپ سے تقریباً 100 صحابہ اور صحابیات نے روایت کی ہے۔ عروہ بن زبیر، سعید بن المسیب، عبداللہ بن عامر، مسروق بن اجدع، عکرمہ جیسے جلیل القدر حضرات آپ کے تلامذہ میں شامل ہیں۔سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جن سے کثیر تعداد میں حدیث شریف کی روایات ذکر کی گئی ہیں۔ محدثین عظام نے آپ کی مرویات کی تعداد 2210 بتلائی ہیں،ان میں تقریباً 273 صحیحین یعنی بخاری اور مسلم میں موجود ہیں۔ فقہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کے فتاویٰ اس قدر ہیں کہ متعدد ضخیم جلدیں تیار ہوسکتی ہیں۔[8] انہی اسباب سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو علمی میدان میں دیگر ازدواج مطہرات پر فوقیت حاصل ہے۔امام زہری اس پر فرماتے ہیں:

ترجمہ: ’’اگر عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا علم دیگر ازواج مطہرات اور تمام عورتوں کے علم کے ساتھ جمع کر دیا جائے تو اس میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا علم سب سے افضل ہوگا۔‘‘[9]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کی طرح سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی حافظ قرآن تھیں۔ یہ آپﷺ کی ان ازواج مطہرات میں شامل تھیں جن کو علم حدیث سے بہت ہی شغف تھا۔آپ کی علمی اور دینی خدمات اتنی زیادہ ہیں کہ آپ کا شمار محدثین کے تیسرے طبقے میں ہوتا ہے۔اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ رسولﷺ کی احادیث مبارکہ کو سننے کے لیے اپنی ذاتی ضروریات کو بھی مؤخر کر دیتی تھیں، مثلاً ایک مرتبہ آپ بال بندھوا رہی تھیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبے کی آواز سنائی دی،آپ فرمارہے تھے: اے لوگو! یہ سنتے ہی آپ نے کنگھی کرنے والی سے فرمایا کہ بس بال باندھ دو۔اس نے کہا ایسی بھی کیا جلدی ہے،ابھی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم "نے صرف ’اے لوگو‘ فرمایا ہے۔ آپ نے یہ جواب دیا کہ کیا ہم انسانوں میں شمار نہیں ہیں؟ یہ کہہ کر خود ہی بال باندھتے ہوئے اٹھ گئیں اور خطبہ سننے میں مشغول ہوگئیں۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شاگردوں میں اسامہ بن زید، سلیمان بن یسار، عبداللہ بن رافع، سعید بن مسیب، عروہ بن زبیر، زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہما شامل ہیں۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مرویات کی تعداد محدثین عظام کے مطابق 378 ہے۔ جن میں سے بہت سی احادیث بخاری اور مسلم وغیرہ کتب میں شامل ہیں۔آپ مفتیہ بھی تھیں۔آپ کے متعدد فتاویٰ موجود ہیں۔ابن قیمؒ کے مطابق اگر آپ کے فتاویٰ جمع کیے جائیں تو ایک رسالہ تیار ہو جائے۔اس کے علاوہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنھا کو علم اسرار سے بھی پوری واقفیت تھی۔[10]

اسی طرح حضرت حفصہ، حضرت میمونہ، حضرت جویریہ اور حضرت سودہ رضی اللہ عنھما نے بھی روایت حدیث کے ذریعے دین کی خدمت کی ہے۔آپ رضی اللہ عنھما کو ازواج مطہرات میں شامل ہونے کی وجہ سے بلا واسطہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث مبارکہ سننے کا موقع ملا تھا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنھا کی مرویات کی تعداد 60، حضرت میمونہ رضی اللہ عنھا کی مرویات کی تعداد 46 ہے، حضرت سودہ رضی اللہ عنھا کی مرویات کی تعداد 8 جبکہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنھا کی مرویات کی تعداد 7 ہے۔ ان ازواج مطہرات سے بڑے بڑے صحابہ نے حدیث شریف کی روایت کی ہیں۔

جس طرح دعوت حق کے لئے ازواج مطہرات کوشاں رہیں اور آپ ﷺ کی حیات مبارکہ اور وفات کے بعد بھی امر المعروف و نہی عن المنکر کے فریضے پر تاحیات احسن طریقے سے کمر بستی رہیں اسی طرح ازواج صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے بھی ان برگزیدہ خواتین کی روش پر چلتے ہوئے اعلائے کلمۃاللہ اور پرچار حق کے لئے گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنھا یہ وہ صحابیہ ہیں جو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصاری کو شرک کے اندھیروں سے نکال کر ایمان توحید اور جہاد کے اجالے میں لانے کا سبب بنیں۔ غزوہ احد میں جب مسلمانوں کے جمے ہوئے قدم اکھڑ گئے تھے تب بھی وہ نہایت مستعدی سے کام کر رہی تھیں۔ صحیح البخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول کیا گیا ہے کہ :

"میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنھا کو دیکھا کہ مشک بھر بھر کر لاتی تھیں
اور زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں۔ مشک خالی ہو جاتی تو پھر جا کر بھر لاتیں تھیں۔"[11]

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنھا اعلاء کلمۃاللہ کے لئے غزوہ خیبر اور غزوہ حنین میں بھی شریک تھیں۔ جنگ یرموک جو کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوئی اس میں حضرت اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنھا، ام ابان رضی اللہ عنھا، ام حکیم رضی اللہ عنھا، خولہ رضی اللہ عنھا اور حضرت جویریہ رضی اللہ عنھا نہ صرف شریک ہوئیں بلکہ اسلام کی سربلندی کے لئے بہادری اور دلیری سے جنگ بھی لڑی۔ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنھا جو کہ انصار کے قبیلے سے تھیں انہوں نے اسی جنگ میں 9 رومیوں کو خیمے کی چوب سے قتل کیا۔[12]

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کی غرض سے غار ثور میں پناہ لی تو حضرت اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا جو کہ اس وقت کم سنی کی عمر میں تھیں انہیں اپنا راز دار بنایا۔ آپ قریش مکہ کی نظروں سے چھپ کر غار ثور میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھانا پہنچایا کرتی تھیں۔ ابو جہل کو جب اس بات کا علم ہوا تو اس نے آپ کو زدوکوب کر کے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پتہ معلوم کرنے کی کوشش کی تو آپ نے بتانے سے صاف انکار کر دیا اور دعوت حق اور اسلام کی سربلندی کے لئے مصائب برداشت کئے۔

حضرت ام عمارۃ رضی اللہ عنھا ایک مشہور صحابیہ تھیں، غزوہ احد میں شریک تھیں جب تک مسلمان فتح یاب رہے مشک میں پانی بھر کر لوگوں کو پلا رہی تھیں لیکن کفار مکہ نے مسلمانوں پر اپنا گھیرا تنگ کر دیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب زخمی ہو گئے تو یہ افواہ پھیلا دی کہ نعوذ باللہ آقا علیہ السلام شہید ہو گئے ہیں تو اس انتہائی نازک صورتحال کے موقع پر حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنھا نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دفاع کیا اور شمشیر زنی کا ناقابل فراموش مظاہرہ کیا۔[13] آپ نے خیبر، فتح مکہ اور جنگ یمامہ میں بھی شرکت کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نہایت بہادر اور نڈر خاتون تھیں، آپ دوران جنگ بے خوف و خطر ہو کر زخمیوں کو میدان جنگ سے باہر لاتیں اور ان کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ غزوہ خندق میں جب دوران جنگ ایک یہودی مسلمان خواتین پر حملہ آور ہوا تو انہوں نے نہایت بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس پر ایسا کاری وار کیا کہ اس کا سر کاٹ کر دشمن فوج میں پھینک دیا اس کے بعد دشمن فوج میں کسی سپاہی کی اتنی ہمت نہ تھی کہ وہ مسلمان خواتین پر حملہ کرتا۔

یہ تھا اعلائے کلمۃ اللہ اور دعوت حق کے لئے ازواج وصحابیات رضوان اللہ علیہم اجمعین کا جنون، ہمت، بہادری اور استقلال۔ تاریخ کے اوراق دعوت حق کے لئے صحابیات کے کارناموں سے بھرے پڑے ہیں کہ کس طرح انہوں نے اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر دعوت حق میں اپنا حصہ ڈالا۔ یہ وہ عظیم ہستیاں ہیں جنہوں نے نہ صرف خود کو اسلام کے لئے وقف کر دیا تھا بلکہ اپنی اولاد کی تربیت بھی اسلامی اقدار کا لحاظ رکھتے ہوئے اس طرح کی تھی کہ وہ تعلیمات الٰہیہ اور اعمال نبویہ کا نہ صرف عکس تھے بلکہ اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے قربانی دینے کے لئے ہر وقت حاضر رہتے تھے۔ دختر محمد ﷺ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنھا نے بچپن میں سرداران قریش کے ظلم و ستم کا بڑی جراءت مندی، شجاعت، ہمت اور متانت سے سامنا کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نبوت کا اعلان فرمایا اور اشاعت اسلام کے اہم فریضہ کو انجام دینا شروع کیا تو اس وقت نہ صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مشکلات کھڑی کی گئیں بلکہ آپ کے ساتھ آپ کے خاندان کو بھی مصائب و مشکلات سے گزرنا پڑا۔ شعب ابی طالب میں عرب کے سماجی بائیکاٹ کے صبر آزما ایام میں حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اپنے والد ماجد کے ساتھ کٹھن مراحل سے گزریں۔ ایک دن جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحن کعبہ میں عبادت الٰہی میں مشغول تھے کہ ابو جہل کے اشارہ پر عقبہ بن ابی معیط نے مذبوحہ اونٹ کی اوجھڑی کو سجدہ کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن پر رکھ دیا۔ حضرت فاطمہ اگرچہ اس وقت کم سن تھیں دوڑتی ہوئی پہنچیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اذیت و تکلیف کو دور کیا۔ہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی گود کا فیض ہے جس نے اسلام کو حسن اور حسین رضی اللہ عنہما عطا کیے۔ وہ دن کو چکی پیستیں ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کرتیں، خود بنفس نفیس پانی بھر بھر کے گھر لاتیں۔ آپ رضی اللہ عنہا بڑی مشقت کی زندگی بسر کرتیں، روزہ رکھتیں، عبادت کرتیں، حسنین کریمین کی تربیت کرتیں، امور خانہ داری نبھاتیں، خدمت دین کرتیں اور جب رات ہوتی اور تمام امور سے فارغ ہو جانے کے بعد مصلے پر چڑھتیں، اور نوافل ادا کرتیں اور اللہ کے حضور سجدہ ریزیاں کرتیں اور موسم سرما کی ساری رات اللہ کے حضور عبادت گزاری اور سجدہ ریزی میں بسر ہو جاتی اور ادھر فجر کی اذان کا وقت ہو جاتا۔

اس طرح زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ جو کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت خویلد کے بھتیجے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی زاد بھائی تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ علی اختلاف الاقوال بارہ، پندرہ، سولہ یا اٹھارہ سال کی عمر میں اسلام لے آئے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد ایمان لانے والوں میں آپ چوتھے یا پانچویں نمبر پر تھے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ وہ خوش نصیب شخصیت ہیں جنہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: فداک ابی وامی، تجھ پر میرے ماں، باپ قربان جائیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری میں حدیث روایت فرمائی ہے کہ:

ترجمہ: "عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہمانے بیان کیا کہ جنگ احزاب کے موقع پر مجھے اور عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما کو عورتوں میں چھوڑ دیا گیا تھا۔ میں نے اچانک دیکھا کہ زبیر رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑے پر سوار بنی قریظہ (یہودیوں کے ایک قبیلہ کی) طرف آجا رہے ہیں۔ دو یا تین مرتبہ ایسا ہوا، پھر جب میں وہاں سے واپس آیا تو میں نے عرض کیا، ابا جان! میں نے آپ کو کئی مرتبہ آتے جاتے دیکھا۔ انہوں نے کہا: بیٹے!

کیا واقعی تم نے بھی دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ کون ہے جو بنو قریظہ کی طرف جا کر ان کی (نقل و حرکت کے متعلق) اطلاع میرے پاس لا سکے۔ اس پر میں وہاں گیا اور جب میں (خبر لے کر) واپس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (فرط مسرت میں) اپنے والدین کا ایک ساتھ ذکر کر کے فرمایا کہ ''میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔''[14]

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اپنی کتاب ''فضائل صحابہ'' میں آپ کی نوجوانی و کم سنی کا ایک واقعہ ذکر فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلا شخص جس نے اللہ کے لئے تلوار اٹھائی وہ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ ہوا کچھ یوں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مطانخ نامی گھاٹی میں دوپہر کے وقت آرام فرما رہے تھے اتنے میں آپ نے ایک پست آواز سنی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہید کر دیئے گئے ہیں۔ آپ گھر سے اس حالت میں باہر آئے کہ آپ کے جسم پر چادر نہ تھی اور ننگی تلوار آپ کے ہاتھ میں تھی۔ راستے ان کا میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آمنا سامنا ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیا بات ہے زبیر؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے سنا ہے کہ آپ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا تو تم کیا کرنے جا رہے تھے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں نے ارادہ کیا تھا کہ تمام اہلِ مکہ کو مزا چکھا دونگا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے دعائے خیر فرمائی۔

اسی طرح حضرت عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ حمنہ بنت سفیان رضی اللہ عنھا کے بیٹے اور حضرت سعد بن ابی وقاص الزہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھوٹے بھائی تھے۔ ابتدائے اسلام میں ہی مشرف با اسلام ہو گئے تھے۔ جس وقت غزوہ بدر پیش آیا آپ کی عمر سولہ سال تھی جو کہ جہاد میں شرکت سے مانع تھی اس لئے لشکر کی روانگی سے قبل آپ چھپتے پھر رہے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بدر کی لڑائی کے وقت دیکھا کہ لشکر کی روانگی کی تیاری ہو رہی ہے اور ادھر ادھر چھپتے پھر رہے ہیں کہ کوئی دیکھ نہ لے۔ مجھے یہ دیکھ کر بہت تعجب ہوا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کیا ہوا؟ چھپتے کیوں پھر رہے ہو؟ کہنے لگے مجھے یہ ڈر ہے کہ کہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے نہ دیکھ لیں اور بچہ سمجھ کر واپس نہ کر دیں۔ جبکہ میری تمنا ہے کہ لڑائی میں ضرور شریک ہوں کہ شاید اللہ تعالیٰ مجھے بھی شہادت سے سرفراز فرما دیں۔ آخر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لشکر کا معائنہ فرمایا تو وہی ہوا انہیں جس کا ڈر تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کم عمری کی وجہ سے انہیں منع فرما دیا مگر شوق کا غلبہ تھا برداشت نہ کر سکے اور رونے لگے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب ان کے شوق اور رونے کا معلوم ہوا تو اجازت مرحمت فرما دی۔ پس آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ صرف غزوہ بدر میں شریک ہوئے بلکہ شہداء بدر کی عظیم جماعت کے بھی رکن بنے۔

یہ فضائل و مناقب ہیں قرون اولیٰ کے جلیل القدر افراد کی اولادوں کے جن کے کارناموں سے کتب تاریخ روشن ہیں۔

دعوت حق کے لئے عصر حاضر کی عورت کا مطلوبہ کردار:

قوموں اور ملکوں کے عروج و زوال کی تاریخ عورتوں کے عروج و زوال سے وابستہ ہے۔ عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جب عورتیں اصلاح

یافتہ ہوئیں تو ان کی آغوش سے ہی وہ نسلِ نو نکلی جس نے چار دانگ عالم میں اپنی اخلاقی، علمی اور فوجی فتوحات کے جھنڈے گاڑ دیے۔ اگر عہد جاہلیت میں عربوں کا معاشرہ جاہلانہ تھا تو اس کی وجہ بھی یہی تھی کہ زمانۂ جاہلیت میں عورتوں کے مقام اور اہمیت کو نظر انداز کیا گیا۔

نفاذِ اسلام کے کام میں عورتوں کی شرکت کے سلسلے میں سب سے پہلی چیز عورت کی انفرادی شخصیت کی اصلاح ہے۔ دعوت حق کا عمل عورت کی اپنی ذات کی اصلاح سے شروع ہونا چاہیے۔ ورنہ دوسروں کو نصیحت کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ دنیا میں صرف اُس نصب العین اور تحریک کو فتح نصیب ہوتی ہے، جس کے علمبرداروں کے قول و عمل میں ہم آہنگی ہو اور جس کی اپنی زندگی اپنے نظریے کے رنگ میں رنگی ہوئی ہو۔

آج کے دور کی مسلم خواتین کا جائزہ لیں تو عورتوں کا ایک حلقہ وہ نظر آتا ہے جو علم اور شعور سے بالکل ہی محروم ہے یا بہت ہی کم علم اور کم عقل ہے۔ مگر اُن میں بھی اکثریت اُن عورتوں کی ہے جو گھرداری کے کام کو سلیقے سے انجام دے سکتی ہیں۔ کھانا بھی اچھا پکا لیتی ہیں اور پہننا اوڑھنا بھی جانتی ہیں، لیکن اُن کے پاس اسلامی نقطہ نظر سے چند رسومات کے علاوہ کوئی چیز نہیں اُن کی مذہبیت محض اُن کی رسوم پرستی ہے یا توہم پرستی۔ چناچہ یہ عورتیں دعوت حق کے لیے ہرگز کار آمد نہیں ہو سکتیں۔ ہمارے معاشرے میں چونکہ زیادہ تر عورتیں اسی طرح کی ہیں اس لیے ہماری نسلیں اسلام سے بیگانہ ہوتی چلی گئیں۔ لہٰذا دعوت حق کے داعی پیدا کرنے اور ان اسلامی اقدار کے مطابق ان کی کردار سازی کے لئے خواتین کے لیے سب سے پہلے خود اپنی ذات کو ان صفات سے آراستہ کرنے کی ضرورت ہے جس کے ذریعے وہ ایک مثالی بیوی اور مثالی ماں بن کر دعوت حق میں اپنا کردار ادا کر سکتی ہیں۔ مثالی بیوی اور مثالی ماں میں مطلوبہ آٹھ صفات کو اللہ تعالی نے قرآن کی ایک آیت میں جمع کر دیا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے کہ:

ترجمہ: "بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں مومن مرد اور مومنہ عورتیں اطاعت کرنے والے مرد اور اطاعت کرنے والی عورتیں سچے مرد اور سچی عورتیں صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں روزے رکھنے والے مرد اور روزے رکھنے والی عورتیں اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں ان سب کے لئے اللہ تعالی نے وسیع مغفرت اور بہت زیادہ ثواب تیار کر رکھا ہے۔"[15]

اس آیت کی رو سے دعوت دین کے لئے کوشاں عورت کی پہلی صفت یہ ہے کہ وہ مسلمان ہو۔ مطلب یہ ہے کہ وہ عورت صرف نام سے مسلمان نہ ہو بلکہ گفتار و کردار بھی مسلمانہ ہو۔ حدیث جبریل میں اسلام کی تعریف اس طرح کی گئی ہے:

ترجمہ: "اسلام یہ ہے کہ تم شہادتین کا اقرار کرو، نماز قائم کرو، زکوۃ ادا کرو، رمضان کا روزہ رکھو اور طاقت ہونے پہ اللہ کے گھر کا حج کرو۔"[16]

لہٰذا اگر کوئی عورت اللہ اور اس کے رسول پہ ایمان لانے کا اقرار کرتی ہے تو دن ورات میں پانچ وقت کی نماز قائم کرنی ہو گی۔ اگر ایسا نہیں

کرتی تو وہ عورت چہ جائیکہ عائشہ ہو مسلمان نہیں ہو سکتی۔ آیت مذکور میں داعیہ کی صفت دوم یہ بتائی گئی ہے کہ وہ ایمان والی ہو۔ حدیث جبرئیل میں ایمان کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے کہ:

ترجمہ: "ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پہ، اس کے فرشتوں پہ، اس کی کتابوں پہ، اس کے رسولوں پہ، آخرت پہ اور اچھی بری تقدیر پہ ایمان لاؤ۔"[17]

ایمان میں سب سے پہلی اور اہم چیز اللہ پہ ایمان ہے۔ اللہ پر ایمان کا پہلا مرحلہ اللہ کے وجود کا تسلیم کرنا اور دوسرا مرحلہ اس بات پہ ایمان لانا ہے کہ اللہ ہی تن تنہا اس کائنات کا خالق و مالک، روزی دینے والا، تدبیر و حکمرانی کرنے والا ہے۔ تیسرے مرحلے میں یہ بات آتی ہے کہ جب وہی خالق و مالک ہے تو اسی کی عبادت کی جائے، اسی کو پکارا جائے اور عبادت کی ساری قسمیں اس کے لئے ہی خاص کی جائے۔ ایمان کا چوتھا مرحلہ اللہ کے اسماء و صفات پہ ایمان لایا جائے۔ ایمان باللہ کے ان مراحل میں عورت کہیں نہ کہیں اپنا ایمان ضائع کر لیتی ہے۔ اگر اولاد نہ ہو غیر اللہ کو پکارنے لگتی ہے۔ اگر بیماری آجائے تو تعویذ، بابا اور درگاہوں پہ بھروسہ کر لیتی ہے۔ یہ چیزیں شرک ہیں اور شرک کرنے والوں کا انجام جنت نہیں جہنم ہے۔ ایمان والی عورت کو دیکھنا ہے تو فرعون کی بیوی کو دیکھو۔ فرعون کے محل میں کسی بھی چیز کی کمی نہ تھی مگر سارا عیش و آرام چھوڑ کے ایمان کو گلے لگایا اور اللہ تعالی سے دعا کی۔

ترجمہ: "اور اللہ تعالی نے ایمان والوں کے لئے فرعون کی بیوی کی مثال بیان کی جبکہ اس نے دعا کی کہ اے میرے رب میرے لئے اپنے پاس جنت میں مکان بنا اور مجھے فرعون سے اور اس کے عمل سے بچا اور مجھے ظالم لوگوں سے نجات دے۔"[18]

مثالی عورت عبادت گذاری اور فرمانبرداری کی صفت سے متصف ہوتی ہے۔ عورت اللہ کی خالص عبادت کرنے والی ہو، اس کی عبادت میں خشوع و خضوع اور عاجزی کی صفت پائی جائے، وہ اللہ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے ورنہ عبادت رائیگاں ہو جائے گی۔ اور عورت اللہ کی اطاعت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرے اور والدین کی فرمانبرداری کرے اور شوہر کی فرمانبرداری کرے۔ عصر حاضر میں یہ عام مشاہدہ ہے کہ اکثر عورتیں نہ عبادت گذار ہوتی ہیں اور نہ ہی فرمانبردار ہوتی ہیں۔ مثالی بیوی اور مثالی ماں کا درجہ حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ عورت سچ بولنے والی ہو۔ اس وقت حالات اس قدر خراب ہیں کہ غلطی سے زبان پہ سچ کے بول آجاتے ہیں ورنہ دن و رات جھوٹ بولنا ہی مشغلہ رہتا ہے۔ بلاوجہ جھوٹ بولتی رہتی ہیں یہاں تک کہ بعض میاں بیوی کے درمیاں جھوٹ کی بنیاد پر نااتفاقی پیدا ہو جاتی ہے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

ترجمہ: "سچ بولو، اس لیے کہ سچ نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور نیکی جنت کی طرف رہنمائی کرتی ہے، آدمی ہمیشہ سچ بولتا ہے اور سچ کی تلاش میں رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ کے نزدیک سچا لکھ دیا جاتا ہے، اور جھوٹ سے بچو، اس لیے کہ جھوٹ گناہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور گناہ جہنم میں لے جاتا ہے، آدمی ہمیشہ جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹ کی تلاش میں رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔"[19]

مثالی عورت کی پانچویں صفت یہ ہے کہ وہ عورت صبر کرنے والی ہو۔ یہ دنیا امتحان گاہ ہے، یہاں طرح طرح کی مصیبتیں، پریشانیاں اور ابتلاء

وآزمائش ہے۔ اللہ تعالی مردوں کے ساتھ عورتوں کو بھی آزماتا ہے۔ کبھی اولاد سے محروم کرکے، کبھی غربت ولاچاری دے کر، کبھی صحت وتندرستی چھین کر تو کبھی ظالم شوہر مسلط کرکے۔ مصائب ومشکلات کا عورتیں کم ہی مقابلہ کرپاتی ہیں اور جلد ہی جزع وفزع، شکوے شکایت اور اللہ سے دور ہوکر ایمان کی حلاوت وچاشنی کو کھودیتی ہیں۔ آپ یقین کریں صبر کرنے میں ہی بھلائی ہے اور اسی صبر کے ذریعے عورت مثالی ماں اور مثالی بیوی بن سکتی ہے۔ عطا بن ابی رباح بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس نے مجھے فرمایا:

ترجمہ: "کیا میں تمہیں جنتی عورت نہ دکھاؤں؟" میں نے کہا کیوں نہیں، انھوں نے فرمایا: یہ سیاہ فام عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی تو اس نے عرض کیا: مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے اور اس دوران میں عریاں ہوجاتی ہوں، آپ اللہ تعالی سے میرے لیے دعا فرمائیں، آپ نے فرمایا: "اگر تم چاہو تو صبر کرو، اس کے بدلے میں تمہارے لیے جنت ہے، اور اگر چاہو تو میں اللہ تعالی سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمہیں عافیت دے دے۔" اس نے کہا: میں صبر کروں گی، پھر اس نے کہا: میں (دورے کے وقت) ننگی ہوجاتی ہوں لہٰذا آپ اللہ تعالی سے دعا فرمائیں کہ میں ننگی نہ ہوا کروں۔ پس آپ نے اس کے لیے دعا فرمائی۔"[20]

ایک مثالی داعیہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالی سے ڈرنے والی ہو۔ مثالی خاتون ایسی ہوگی کہ کوئی بھی برائی سے پہلے، تہمت والزام لگانے سے پہلے، بے حیائی اور بے ایمانی کرنے سے پہلے اور اللہ اور اس کے رسول اور شوہر کی نافرمانی سے پہلے اس کے دل میں اللہ کا خوف پیدا ہوجائے۔ ایسی عورت اللہ کے یہاں جنت سے نوازی جائے گی۔

مثالی عورت کی ساتویں صفت یہ ہے کہ وہ عورت روزہ رکھنے والی ہو۔ سال میں ایک مہینے کا روزہ فرض ہے پھر عورتیں کبھی صحت کا تو کبھی کسی مجبوری کا بہانہ بناکر فرض روزے چھوڑ دیتی ہے۔ ہاں اگر بیماری یا حیض ونفاس کی وجہ سے روزے چھوٹ جائیں تو انہیں رمضان کے بعد جتنی جلدی موقع ملے رکھ لینا چاہئے۔ رمضان کے روزوں کے علاوہ، ایام بیض کے روزے، عاشوراء کا روزہ، سوموار اور جمعرات کا روزہ اور دیگر نفلی روزے بھی رکھنا چاہئے۔ نفلی روزوں کے لئے شوہر کی اجازت چاہئے اگر وہ ساتھ میں ہوں، پردیس میں نہ روزہ ایمان میں قوت، اللہ کا ڈر، آخرت کی فکر اور اس کی تیاری پہ آمادہ کرتا ہے۔

مثالی عورت کی آٹھویں صفت یہ ہے کہ وہ عورت صدقہ کرنے والی ہو۔ اگر اللہ نے آپ کو مال سے نوازا ہے تو اسے اللہ کے راستے میں خرچ کرنے سے نہ گھبرائیں۔ عموما دیکھا جاتا ہے کہ عورت خود بھی اپنا مال نہیں صدقہ کرتی، شوہر کو بھی مال خرچ کرنے سے روک دیتی ہیں۔ اس عالم میں دونوں کے دونوں گنہگار ہوں گے اگر مال کا حق نہیں ادا کیا۔

ترجمہ: "ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحی یا عید الفطر کے لئے عید گاہ کی طرف نکلے تو عورتوں کے پاس گزرے تو فرمانے لگے: اے عورتوں کی جماعت صدقہ وخیرات کیا کرو بیشک مجھے دکھایا گیا ہے کہ تمہاری جہنم میں اکثریت ہے تو وہ کہنے لگیں اے اللہ کے رسول وہ کیوں؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم گالی گلوچ بہت زیادہ کرتی ہو اور خاوند کی نافرمانی کرتی ہو میں نے دین اور عقل میں ناقص تم سے زیادہ کوئی نہیں دیکھا تم میں سے کوئی ایک اچھے بھلے شخص کی عقل خراب کردیتی ہے۔ وہ کہنے لگیں اے اللہ

کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو ہمارا دین اور ہماری عقل میں نقص کیا ہے ؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا عورت کی گواہی نصف مرد کے برابر نہیں تو وہ کہنے لگیں کیوں نہیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو یہ اس کی عقل کا نقصان ہے کیا جب کسی کو حیض آئے تو وہ نماز اور روزہ نہیں چھوڑتی تو وہ کہنے لگیں کیوں نہیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اس کے دین کا نقصان ہے۔"[21]

آپ کے سامنے نبی ﷺ کی پہلی بیوی اور مالدار حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی مثال ہے جب انہوں آپ سے شادی کی تو سارا مال آپ کے قدموں میں نچھاور کر دیا۔ مثالی عورت کی نویں صفت یہ ہے کہ عورت اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والی ہو۔ شوہر گھر پہ رہے یا روزگار کی تلاش میں باہر رہے عورت کو اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنی ہے، اور ان تمام اسباب سے رکنا ہے جو زنا اور فحش کاری تک لے جانے والے ہیں۔ ہمیں اس معاملے میں اللہ سے ڈرنا چاہئے۔

لہٰذا یہ بات عورت کو سمجھ لینی چاہئے کہ بغیر محرم کے سفر، اجنبی مرد سے خلوت، اس سے شیریں کلامی، نرم گفتگو، اور عریاں لباس لگانے سے عورت کے زنا میں واقع ہونے کا خطرہ ہے لہذا ہم ان تمام باتوں سے بچیں گے جن سے زنا اور برائی کا شبہ ہو سکتا ہے۔

مثالی عورت کی دسویں صفت یہ ہے کہ وہ عورت اللہ کا ذکر کرنے والی ہو۔ خاتون اسلام کو غیبت، چغلی، جھوٹی بات، گندی بات، برائی کا تذکرہ، دوسروں کی عیب جوئی اور الزام تراشی کے بجائے زبان سے اللہ کا ذکر کرنا چاہئے۔ مگر ہمارے یہاں اس کے الٹ ہوتا ہے اگر عورت کو کوئی بات معلوم ہو جائے تو اس کے پیٹ میں نہیں پچتی وہ ہزاروں عورتوں کے پاس اسے بیان کرتی پھرتی ہے۔ ہمیں دوسروں کا عیب تلاش کرنے اور اسے لوگوں میں منتشر کرنے کے بجائے اپنی خامی کو تلاش کر اسے دور کرنا چاہئے۔ اگر ہمارے یہاں ایسا ہونے لگے تو سماج میں کہیں جھگڑا لڑائی نہ ہو۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں مثالی عورت کی جن دس صفات کا ذکر کیا ہے اگر عورعت انہی دس صفات کو اپنا لے تو بہترین ماں اور بہترین بیوی کے روپ میں دین کی بہترین داعیہ بن کر دعوت حق میں اپنا بھرپور کردار ادا کر سکتی ہے۔

ایک عورت کی زندگی میں فرائض کے لحاظ سے سب سے اہم وقت تب آتا ہے جب وہ ماں بنتی ہے، کیوں کہ ماں کی گود ہی وہ مقام ہوتی ہے، جہاں معاشرہ کے افراد تیار ہوتے ہیں، اب اگر ماں اپنے بچوں کی تربیت اور دیگر فرائض کے تئیں سنجیدگی سے کام لے اور ان کے اندر صالحیت کو پروان چڑھانے اور انہیں اچھا انسان بنانے کے لیے تمام اسالیب تربیت کو بروئے کار لائے تو معاشرہ کے لیے صالح افراد تیار ہوں گے اور ایک صالح معاشرہ وجود میں آئے گا۔ اس کے برخلاف اگر مائیں اپنے بچوں کی تربیت میں سستی وغفلت کا مظاہرہ کریں، معاملے کی سنجیدگی اور اہمیت کو یکسر بھلا کر اپنے بچوں کو یونہی چھوڑ دیں کہ وہ کیسے ہی پل جائیں یا غلط انداز سے ان کی تربیت کریں تو ایسی صورت میں یہ بچے غلط راہوں پر چل پڑتے ہیں اور معاشرہ فساد و خرابیوں کا گہوارہ بن جاتا ہے۔ لہذا ایک ماں ہوتے ہوئے عورت کی ذمے داری بنتی ہے کہ وہ پوری سنجیدگی و دلجمعی سے اپنے بچوں کی تربیت کا کام انجام دے، تربیت کے معاملے میں جسمانی، ذہنی، اخلاقی اور دینی تربیت کے میادین کو مد نظر رکھنا نہایت ضروری ہے، مکمل شخصی نمونے کے لیے خود اعتمادی، صبر و برداشت، حوصلہ وہمت، صداقت وامانت، دیانت داری اور اصول

پسندی، شجاعت و بہادری، جرأت وبے باکی ودیگر اعلی صفات بچوں میں پیدا کرنا نہایت ضروری ہے۔آج غیر اسلامی ماحول، ٹی وی، انٹرنیٹ کے ذریعے ہر گھر فتنوں اور اخلاقی برائیوں کی زد میں ہے۔اس قدر زہریلا مواد ان ذرائع سے بچوں کے ذہنوں میں انڈیلا جارہا ہے کہ فی الفور اس کا تدارک نہ کیا گیا تو بچہ پوری طرح دین سے برگشتہ ہوسکتا ہے۔فکر و عمل کی گمراہیوں میں مبتلا ہوسکتا ہے۔خاص طور پر ماں کی تربیت بچوں کو عمل و کردار کے مقام بلند پر فائز کرسکتی ہے۔حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی درحقیقت ایک ماں کی تربیت کا کرشمہ تھی کیونکہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے اس ویرانے میں اسماعیل علیہ السلام کو اپنی نگہداشت میں رکھا تھا اور ان کے دل ودماغ میں جذبہ ایمان کی پرورش میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی تھی، پھر وہ عظیم الشان کردار وجود میں آیا کہ قیامت تک کے لیے عقل انسانی حیران وششدر ہے۔اس ضمن میں حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کا کارنامہ قابل ذکر ہے، جنگ قادسیہ میں اپنے چار لاڈلوں کے ساتھ میدان جنگ میں شریک ہوئیں اور جن الفاظ میں اپنے لاڈلوں کو جہاد کے لیے تیار کیا وہ صفحہ تاریخ میں آج تک محفوظ ہے، فرماتی ہیں:

میرے بچو! تم اپنی خوشی سے اسلام لائے اور اپنی خوشی سے تم نے ہجرت کی۔اس ذات لایزال کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، جس طرح تم ایک ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے اسی طرح تم ایک باپ کی اولاد ہو۔میں نے نہ تمہارے باپ سے خیانت کی اور نہ تمہارے ماموں کو ذلیل ورسوا کیا۔تمہارا نسب بے عیب ہے اور تمہارا حسب بے داغ۔خوب سمجھ لو کہ جہاد فی سبیل اللہ سے بڑھ کر کوئی کار ثواب نہیں۔ آخرت کی دائمی زندگی دنیا کی فانی زندگی سے کہیں بہتر ہے۔جوش وجذبے سے لبریز خنساء کے بیٹوں نے اعلاء کلمۃاللہ کے لیے باری باری جام شہادت نوش کرلیا اور اپنی مجاہدہ ماں کا نام اسلامی تاریخ میں روشن کردیا۔

حکیم طارق محمود چغتائی لکھتے ہیں کہ بچوں کی ابتدائی تربیت کے مرحلے میں ہر ماں کو چاہیئے کہ اپنی پوری توجہ درج ذیل تین امور کی طرف مبذول کرتے ہوئے بچوں کو تعلیم قرآنی کے ساتھ ان شرعی امور کا عادی بنائے۔

1☆۔۔فرض نمازوں کی پابندی

2☆۔۔جھوٹ سے مکمل اجتناب

3☆۔۔خدمت خلق کی عادت

حکیم صاحب فرماتے ہیں کہ اگر کسی ماں نے صرف ان تین امور کی پابندی کرلی اور بچوں سے کروالی تو امید ہے کہ اس کے حیرت انگیز اثرات بچوں کی زندگی میں ظاہر ہوں گے اور ان کے لئے دین کے باقی احکامات پر عمل کرنا بھی آسان تر ہو جائے گا۔[22]

ایک عورت اپنے بچوں کے بعد بحیثیت بیوی اپنے شوہر کی فکری واخلاقی اصلاح کی ذمے دار ہے۔بیوی کو اسلام نے شوہر کی امین بنادیا ہے کہ وہ میاں کی موجودگی اور عدم موجودگی ہر دو صورتوں میں اس کے مال اور عزت کی حفاظت کرے گی۔اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ:"عورت اپنے شوہر کے گھر والوں اور اس کی بچوں کی نگہبان ہے۔"

اگر عورت اپنے شوہر کی اصلاح اور اسے دین سے وابستہ کرنے کا بیڑا اٹھالے تو سماج و معاشرہ پر بڑی حد تک دین کی چھاپ نظر آنے لگے، میاں بیوی ایک دوسرے کے اندر خیر و تقوی کی بازیابی اور برائیوں کے ازالے کی جدوجہد کے ساتھ ازدواجی زندگی گزاریں تو شر کا منبع بند ہوگا اور اعلی قدروں کی ہوائیں چلیں گی۔ بحیثیت بیوی اپنے شوہر کی اصلاح کے لئے عورت کو چاہئیے کہ قانع ہو جائے۔ بحیثیت بیوی وہ عورتیں نیک سیرت کہلانے کی حقدار ہیں جو وفا شعار، پرہیزگار اور متقی ہوتی ہیں جن کا عمل یہ ہوتا ہے کہ اگر شوہر کچھ دیر کچھ دن یا کچھ عرصے کے لئے کسی بنا پر گھر سے باہر ہوتا ہے تو اس کی عدم موجودگی کے باعث کسی بھی طرح بھٹکتی نہیں بلکہ ایسی صورت میں وہ اور زیادہ تندھی کے ساتھ خود کو اللہ تعالی کی نگرانی میں شوہر کے تمام حقوق مثلاً اولاد کی تربیت، گھر کی دیکھ بھال، شوہر کے اہل خانہ سے نیک سلوک اور سب سے بڑھ کر شوہر کی امانت یعنی اپنی عفت و عصمت کی محافظ ہوتی ہیں۔

عورت کی بحیثیت بیوی دوسری اہم معاشرتی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ گھر کے ماحول کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرے۔ اگرچہ ترقی کرنا اور معاشرے میں اپنے لئے قابل احترام مقام پیدا کرنا غلط بات نہیں لیکن ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ شوہر جو کچھ کما کر لائے بیوی اسے سلیقے اور سگھڑپن سے خرچ کرے۔ تعیشات سے بھرپور زندگی گزارنے کی خواہش میں بے جا فرمائشیں اور ہر جائز و ناجائز طریقے سے کھانے کی ترغیب سے بے شمار معاشرتی برائیوں کا آغاز ہوتا ہے بیوی شوہر سے زیادہ سے زیادہ آمدنی کا مطالبہ کرتی ہے اور وہ مطالبے کی تکمیل کے لئے اپنی عقل استعمال کئے بغیر جائز و ناجائز حلال و حرام کی تمیز کئے بغیر ہی مزید ذرائع آمدن کی تلاش شروع کر دیتا ہے۔ اس میں اس کی اپنی سوچ کا بھی دخل ہوتا ہے، اس غیر مناسب اور غیر ذمہ دار رویے کا اختتام آخر کار گناہ کبیرہ کے ارتکاب پر ہوتا ہے۔

عصر حاضر کی اکثر بیویاں یہ چاہتی ہیں کہ ان کا خاوند ان کے پاس سے کہیں بھی نہ جائے چاہے وہ نماز کے لئے ہی ہو۔ جبکہ عورت کو چاہئیے کہ دعوت کے کاموں میں مرد کی معاون بنے۔ مرد کو انفاق فی سبیل اللہ کی طرف مائل کرے۔ عیش پرستی اور فضول خرچی سے اجتناب کرے۔ بے جا اور فضول خواہشات کی تکمیل کے لئے مرد پر بوجھ نہ ڈالے۔ کیونکہ یہ عام مشاہدہ ہے کہ مرد اکثر عورتوں کی وجہ سے ہی بے راہ روی کا شکار ہوتے ہیں۔ عورت کی بحیثیت ماں اور بیوی کی سب سے بڑی فکر اپنے عیال کی عاقبت کی بہتری کی ہونی چاہئیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: "اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔"[23]

حاصل مطالعہ۔۔۔

اسلام نے جہاں عورت کو ماں جیسے عظیم رتبے کے تحت مختلف اعزازات اور اکرامات سے نوازا ہے وہیں اسے بیوی کے روپ میں مرد کی راحت اور سکون کا ذریعہ بھی بنایا ہے۔ ایک بیوی دین حق کی اشاعت اور سربلندی کے لئے وہ کلیدی کردار ادا کر سکتی ہے جس کی کوئی نظیر نہیں مل سکتی۔ اس لئے کہ جو عورت آج بیوی ہے کل لازمی ماں بنے گی۔ اگر بحیثیت بیوی عورت اپنے شوہر کی اصلاح میں کامیاب ہو گئی اور اول المسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اشاعت دین کے کاموں میں اپنے شوہر کی معاون بن گئی تو اس کے گھر اور گود سے دینی حلقوں کی سیرابی کے عمل کو کوئی نہیں روک سکتا۔ مسلمان معاشرے کا اپنا ایک تشخص ہے اور یہ دین کے حوالے سے ہے۔ دین

سے صحیح طور پر واقف ہوئے بغیر ایک ماں ہو یا بیوی دعوت دین کے لئے کما حقہ سر گرم نہیں ہو سکتی اور نہ ہی اپنی ذمہ داری جانے بغیر اپنا کردار بھر پور طریقے سے ادا کر سکتی ہے۔اسے علم ہونا چاہیے کہ اس کا دین ایک مکمل دین ہے۔اٹھنا بیٹھنا، سونا جاگنا، پڑھنا لکھنا ہر عمل دین کے تابع ہو کیونکہ اپنے ہر عمل کے لیے رب کریم کو جواب دہ ہے۔جیسا کہ ارشاد نبوی ہے: "تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا"۔دعوت دین کی اساس امر المعروف و نہی عن المنکر ہے۔ایک عورت ماں ہو یا بیوی گھر کی ناظمہ اور نگہبان کی حیثیت سے دعوت دین کے اساسی کام کو اگر اپنے گھر سے ہی شروع کرے تو افراد معاشرہ نہ صرف شرعی اصول و قوانین کی راہوں پر بلا حیل و حجت گامزن ہو جائیں گے بلکہ معاشرہ میں اخلاقی اقدار اور اسلامی اوصاف کا بول بالا ہو جائے گا اور وتواصو بالحق اور وتواصو بالصبر کا پیغام عام ہو جائے گا جس کا حکم خود اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید کی سورۃ العصر کے توسط سے دیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: "زمانے کی قسم، بے شک انسان خسارے میں ہے۔ماسوائے ان کے جو ایمان کی دولت سے بہرہ مند ہوئے اور انہوں نے نیک اعمال کئے اور ایک دوسرے کو حق بات کی نصیحت کی اور صبر کی تاکید کی۔"[24]

References:

1) Al-Quran 12:108
2) Al-Quran 3:104
3) Al-Quran 3:110
4) Azwaj e Mutahrat-Hayat o Khidmat, Dr. Hafiz Haqani, Dar ul Asha'at, Karachi, 1998, page 68.
5) Al-Quran 93:8
6) Al Tabqat ul Kabir, Mohammad bin Saad bin Munee ul Zahri, volume 2, page 40.
7) Siyar us Sabihat, Molana Saeed Ansari, Islamic Library, Lahore, page 40.
8) Tabqat ibn e Saad, volume 2, 126.
9) Al-Istiyaab, volume 4, page 1883.
10) Siyar us Sabihat, Molana Saeed Ansari, Islamic Library, Lahore, page 11.
11) Mohammad Bin Ismail Bukhari, Sahih Bukhari, Kitab ul Mughazi, Chapter 18, Hadith 4064.
12) Ibn e Hijr Asqalani, Asabah fi Tameez us Sahabah, volume 8, page 13.
13) Abu Mohammad Abdul Bin Hisham, Siraat Bin Hisham, page 84.
14) Mohammad Bin Ismail Bukhari, Sahih Bukhari, Kitab Fazail e Sahabah, chapter 13, Hadith 3720.
15) Al-Quran 33:35.
16) Nawab Qutub ud Din Khan Dahalvi, Mazahir e Haq, Volume 1, Kitab ul Imaan, Hadith 1.
17) Same as above.
18) Al-Quran 66:11
19) Abu Esa Mohammad Bin Tirmizi, Sunan Tirmizi, chapter 28, Hadith 1971.
20) Mohammad Bin Ismail Bukhari, Sahih Bukhari, Kitab ul Marza, Hadith 5652.
21) Same as above- Kitab uz Zakah, Chapter 44, Hadith 1462.
22) Hakim Mohammad Tariq Mahmood Chugtai, Ma aka Taqadus, Islam aur Jadeed Tahzib, ANA printer, Lahore, 2003, page 141.
23) Al-Quran 66:6
24) Al-Quran 103:1-3